REGD No. L. 5254

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

فون نمبر ۹۴

اِنَّ الۡفَضۡلَ بِیَدِ اللّٰہِ یُؤۡتِیۡہِ مَنۡ یَّشَآءُ
عَسٰۤی اَنۡ یَّبۡعَثَکَ رَبُّکَ مَقَامًا مَّحۡمُوۡدًا

روزنامہ

الفضل

ربوہ

یوم چہارشنبہ ۵ شعبان ۱۳۷۹ھ

خطبہ نمبر ۲

فی پرچہ ۱؎

جلد ۴۹/۱۴ ۳ تبلیغ ۱۳۳۹ھ ش ۳ فروری ۱۹۶۰ء نمبر ۲۶

سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی صحت کے متعلق دُعا کی تحریک

جیسا کہ احباب کو علم ہے سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی طبیعت عرصہ سے ناساز چلی آرہی ہے۔ احباب خاص توجہ اور التزام سے دعائیں جاری رکھیں۔ کہ اللہ تعالیٰ حضور ایدہ اللہ کو اپنے فضل سے جلد کامل صحت عطا فرمائے اور کام کرنے والی لمبی زندگی عطا کرے۔ آمین

عالمی امن کے قیام کیلئے ذہنی اور روحانی انقلاب کا برپا ہونا ضروری ہے

سائنس اینڈ کلچر کلب راولپنڈی کے اراکین سے محترم چوہدری محمد ظفر اللہ خان صاحب کا خطاب

راولپنڈی ۳۱ جنوری۔ ہیگ کی عالمی عدالت انصاف کے نائب صدر محترم جناب چوہدری محمد ظفر اللہ خان صاحب نے اس بات پر زور دیا ہے کہ عالمی امن کے قیام کے لئے بنی نوع انسان میں ایک روحانی اور ذہنی انقلاب کا برپا ہونا ضروری ہے۔ چوہدری صاحب موصوف گزشتہ رات سائنس اینڈ کلچر کلب کے زیر اہتمام "گورڈن کالج" میں "امن کے بنیادی امور" کے موضوع پر لیکچر دے رہے تھے۔ اس لیکچر میں صدارت کے فرائض گورڈن کالج کے علم نباتات کے مشہور امریکی پروفیسر ڈاکٹر آر۔ آر۔ سٹیوارٹ نے ادا کئے۔

چوہدری صاحب موصوف نے فرمایا دو عالمی جنگوں نیز سائنسی اور مشینی ترقی نے انسان کے دماغ کو ایک لاینحل صورتِ حال سے دوچار کر دیا ہے۔ اس وقت صورتِ حال یہ ہے کہ اگر خدانخواستہ عالمی جنگ چھڑ گئی۔ تو اس کے نتائج اس قدر ہولناک تباہ کن دوررس اور ہمہ گیر ہوں گے کہ جنہیں تصور میں لانا بھی ممکن نہیں ہے۔ اس صورتِ حال سے پریشان ہو کر لوگ برابر اس فکر اور کوشش میں لگے ہوئے ہیں کہ کسی نہ کسی طرح مستقل اور پائیدار امن کے قیام کی کوئی صورت نکل آئے۔ یہی وجہ ہے کہ اگر امن کے موضوع کو دنیا میں ہر فرد بشر کے دل کی آواز قرار دیا جائے تو مبالغہ نہ ہوگا۔

آپ نے اس رائے کا اظہار فرمایا کہ مظاہر قدرت سے تعلق رکھنے والے امور کی کارفرمائی پر انسان کے کنٹرول کی نوعیت اور اس میں روز افزوں اضافے کی کیفیت ایک ایسے مرحلے میں داخل ہو چکی ہے کہ آج ذرا سی لغزش بھی پورے کرۂ ارض کو تباہی کے گڑھے میں دھکیلنے کا باعث بن سکتی ہے۔ آپ نے فرمایا اس میں شک نہیں انسان کو جو طاقتیں اور قوتیں ودیعت کی گئی ہیں وہ خدائی انعام کا درجہ رکھتی ہیں۔ لیکن ضرورت اس بات کی ہے کہ انہیں نوع انسان کی بھلائی اور فلاح و بہبود کی خاطر استعمال کیا جائے۔ نہ کہ ان کی تباہی اور بربادی کی خاطر۔

دورانِ تقریر میں آپ نے موجودہ خطرہ کے ابتدائی آثار اور ان کے ردّعمل پر روشنی ڈالتے ہوئے بتایا کہ کچھ عرصہ قبل ماضی میں انسان کو احساس ہوا کہ یہ خطرہ جو آج رائی کے مانند نظر آرہا ہے۔ کل کو پہاڑ کی صورت اختیار کر سکتا ہے۔ اس احساس کے نتیجے میں آغاز کار لیگ آف نیشنز کی بنیاد پڑی۔ اس کے بعد جب اس احساس نے اور زیادہ واضح صورت اختیار کی۔ تو انجمن اقوام متحدہ اور اس کے معاون ادارے معرض وجود میں آئے۔ اسی ضمن میں آپ نے اقوام متحدہ کے چارٹر کو نوع انسان کی تاریخ میں ایک سنگ میل، قرار دیا۔ اور فرمایا کہ یہ چارٹر انسان کے ان نظریات کی ترجمانی کرتا ہے۔ جو اس کے نزدیک آئیڈیل اور منتہائے مقصود کی حیثیت رکھتے ہیں۔ اس بارے میں بجا طور پر توقع کی جاسکتی تھی۔ کہ اس کی مدد سے عالمی سطح پر ترقی کی طرف قدم اٹھانا ممکن ہو سکے گا۔ لیکن ہم دیکھتے ہیں کہ اقوام متحدہ کے باوجود عالمی سطح پر امن اور بدامنی کے امکانات ابھی تک نازک حد تک متوازن ہی چلے آرہے ہیں۔ اس کی وجہ یہ ہے بعض اقتدار سے اُس روح اور جذبے کی کمی ہے۔ جس روح اور جذبے کا کامیابی کے لئے موجود ہونا ناگزیر ہے۔ یہی وجہ ہے کہ بنی نوع انسان کے لئے ایک ذہنی اور روحانی انقلاب کی ضرورت ہے۔ اس کے بغیر قدرت کی عطا کردہ طاقتوں اور صلاحیتوں کا صحیح اور مبنی بر فلاح استعمال ممکن نہیں ہو سکتا۔ اس مقصد میں کامیابی حاصل کرنے کے لئے بین الاقوامی اخوت اور عالمی فیڈریشن کی تجاویز بھی پیش کی گئی ہیں۔ لیکن یہ تجاویز بھی ایک طرح سے ذہنی اور روحانی انقلاب کے بغیر بروئے کار نہیں آسکتیں۔ اور یہ بذات خود ان انقلابات کی ضرورت کا درس دیتی ہوئی دکھائی دیتی ہیں۔

محترم چوہدری صاحب نے اس نظریہ کا اظہار فرمایا کہ اقوام متحدہ کا چارٹر جن بنیادی نظریات کا علمبردار ہے وہ ترقی کی رفتار کو قائم رکھتے ہوئے عملاً اسی وقت حاصل ہو سکتے ہیں۔ کہ جب پہلے بعض لحاظ سے اس کی روح میں مخصوص تبدیلیاں عمل میں لائی جائیں۔ ان تبدیلیوں کے بغیر اس میں بیان کردہ نظریات کی ایسے الفاظ سے زیادہ کوئی حیثیت نہیں ہوگی۔ جو سننے میں تو بظاہر بہت خوش آئند ہوں۔ لیکن حقیقت میں ہوں کھوکھلے اور سراسر بے جان

عالمی امن اور مذہب

آپ نے فرمایا قدرتی طور پر یہاں جو سوال پیدا ہوتا ہے یہ ہے کہ آیا مذہب انسانوں کے درمیان وحدت اور اتحاد پیدا کرنے کی صلاحیت سے بہرہ ور ہے یا نہیں۔ آپ نے کہا خدا کی وحدانیت پر ایمان اس امر کو مستلزم ٹھہراتا ہے۔ کہ ہم پوری کائنات کو ایک وحدت کے طور پر تسلیم کریں۔ اس کے نتیجہ میں نوع انسان کی وحدت اور ان کے اتحاد پر یقین بھی لازم ٹھہرتا ہے۔ بایں ہمہ خدا کی وحدانیت کے تصور کے باوجود ضروری نہیں۔ کہ انسانوں میں باہم امن کی ترتیب ضرور ترقی کرے۔

آپ نے فرمایا یہی وجہ ہے اسلام اس بات پر زور دیتا ہے کہ اپنے آپ کو خدا کے رنگ میں رنگین کرنے کی کوشش کرے۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ انسان اپنے آپ کو خدا تعالیٰ کی صفات کا مظہر بنائے۔ یعنے وہی صفات اپنے اندر پیدا کرے جو صفات خدا تعالیٰ میں پائی جاتی ہیں۔ یہ صفات تصور امن قیامِ امن، حفاظتِ امن، اور استحکام امن پر دلالت کرتی ہیں۔

آپ نے توجہ دلائی کہ تمام وہ ادارے جو ان روحانی انقلاب کی راہ میں مزاحم ہوتے ہوتے یا اس کو نظر انداز کرتے چلے جائیں گے۔ وہ قیامِ امن کے لئے ناکافی ثابت ہونگے۔ روحانی انقلاب کے لئے خدا تعالیٰ کی ذات اور

(باقی ص ۸ پر)

الفضل کی توسیع اشاعت کیلئے دَورہ

مکرم خواجہ خورشید احمد صاحب سیالکوٹی کو اخبار الفضل کی توسیع اشاعت کے سلسلہ میں سرگودھا، گوجرانوالہ، گجرات۔ جہلم راولپنڈی، واہ کینٹ۔ کیمبل پور۔ نوشہرہ اور پشاور وغیرہ کی جماعتوں میں بھجوایا جا رہا ہے۔ احباب جماعت ان سے پورا پورا تعاون کریں الفضل جماعت احمدیہ کا آرگن ہے۔ اور اس کی اشاعت کو وسعت دینا ہر احمدی کا فرض ہے۔ ایڈیشنل ناظر اصلاح و ارشاد

مسعود احمد پرنٹر و پبلشر نے ضیاء الاسلام پریس ربوہ میں چھپوا کر دفتر الفضل دار الرحمت غربی ربوہ سے شائع کیا

ایڈیٹر:۔ روشن دین تنویر بی۔ اے، ایل ایل۔ بی

خطبہ جمعہ

اِسلام نے اشیاء کی خرید و فروخت کے متعلق جو تعلیم دی ہے ہمارے تاجروں کا فرض ہے کہ اُس کی پابندی کریں

مومن کو ہمیشہ یہ دیکھتے رہنا چاہیئے کہ اسکا کوئی بھائی ضروریاتِ زندگی سے محروم تو نہیں ہے

مقامی جماعت کے عہدیداروں کو ان امور کی نگرانی کرنے اور جائزہ لینے کا انتظام کرنا چاہیئے

از حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز

فرمودہ دسمبر ۱۹۳۴ء - بمقام قادیان

یہ ایک غیر مطبوعہ خطبۂ جمعہ ہے جسے ادارۂ زودنویسی اپنی ذمہ داری پر شائع کر رہا ہے

سورۂ فاتحہ کی تلاوت کے بعد فرمایا
میں نے گذشتہ خطبہ میں جماعت کے دوستوں کو

دوکانداروں کی اصلاح

کی طرف توجہ دلائی تھی میرے اس خطبہ کے نتیجہ میں مختلف محلوں کے عہدیداروں نے دوکانداروں کا جائزہ لیا تو بعض جگہ باٹوں میں کمی دیکھی گئی۔ جس کی اصلاح کی طرف انہیں توجہ دلائی گئی۔ بعض جگہ چیزیں ناقص دیکھی گئیں اور ان کے ازالہ کی تاکید کی گئی اسی طرح بعض جگہ یہ ثابت ہُوا کہ مٹھائیوں والے خراب اور ناقص گھی استعمال کرتے ہیں۔ اس عیب کو دور کرنے کے لئے بھی کارروائی کی گئی۔ لیکن یہ کام ایک دن کا نہیں کہ اس کے بعد ہمیں توجہ کرنے کی ضرورت نہ ہو۔ دوکاندار دو قسم کے ہیں

دو قسم کے لوگ

ہُوا کرتے ہیں۔ ایک وہ جو سستی اور غفلت سے خراب چیزیں مہیا کرتے ہیں۔ اور دوسرے وہ جو بددیانتی سے خراب چیزیں دیتے ہیں۔ لیکن نہ تو سستی ایسی چیز ہے جو کسی کے ایک دفعہ کہنے سے دور ہو جائے اور نہ بددیانتی ایک دفعہ کے توجہ دلانے سے دور ہو سکتی ہے۔ اسلئے میں پھر کارکنوں کو اس طرف توجہ دلاتا ہوں درحقیقت بازار کا انتظام کرنا کوئی آسان بات نہیں ہوتی جو لوگ سست ہوں ان کی سستی ایک دن میں دور نہیں ہو سکتی۔ اور جو بددیانت ہوں۔ ان کی دیانت بھی ایک دن میں قائم نہیں ہو جاتی۔ اس لئے تمام محلوں کے عہدیداروں کو ایسے آدمی مقرر کرنے چاہئیں جو متواتر دوکانوں کی نگرانی رکھیں۔ لیکن اس کام کے لئے کسی دکاندار کو مقرر نہیں کرنا چاہیئے۔ کیونکہ یہ انتظامی اصول کے خلاف ہے کہ جن پیشہ وروں کی نگرانی کی ضرورت ہو ان پر اسی پیشے کا کوئی آدمی مقرر کیا جائے۔ ایسے شخص کو یہ خدشہ رہتا ہے کہ اگر میں نے نقص بتائے تو میرے ہم پیشہ لوگ میرے مخالف ہو جائیں گے اور مجھے نقصان پہنچے گا۔ پس دوکانداروں پر نگران کسی دوکاندار کو مقرر نہ کیا جائے۔ بلکہ اور لوگوں کے سپرد یہ ڈیوٹی کی جائے اور اس نگرانی پر مداومت اختیار کی جائے۔ اور ایسے اصول مقرر کئے جائیں۔ جن کے ماتحت تاجروں کی اصلاح ہو جائے مثلاً اشیاء کے نرخ کا معاملہ ہے یہاں کے

تاجروں کا یہ طریق ہے

کہ جتنے نرخ پر ان کا جی چاہے اشیاء بیچتے ہیں حالانکہ اگر اس اصل کو تسلیم کر لیا جائے تو دنیا میں سوائے تباہی کے کچھ نہ رہے اور نظام عالم درہم برہم ہو جائے اسلام نے اپنی تعلیم میں اس اصل کو کبھی تسلیم نہیں کیا۔ لیکن چونکہ یہ تفصیلات بیان کرنے کا موقعہ نہیں اس لئے مختصر طور پر میں یہ بتا دینا چاہتا ہوں۔ کہ اسلام نے جو اشیاء خرید و فروخت کے متعلق اصول بیان کیا ہے وہ یہ ہے کہ خرید و فروخت دونوں میں معقولیت پائی جانی چاہیئے۔ نہ دکاندار کا نقصان ہو۔ نہ خریدار کا۔ میں نے پچھلے دنوں ہی اس کا تجربہ کیا۔ مجھے اپنے بچوں کی شادی کے موقع پر کچھ مٹھائی کی ضرورت پیش آئی۔ ریٹ دریافت کئے گئے۔ تو ہندوؤں نے جو ریٹ بتائے اس سے ڈیوڑھے ریٹ احمدی دکانداروں نے بتائے اور وجہ یہ بتائی کہ ہم اچھا اور خالص گھی ڈالتے ہیں مگر لطیفہ یہ ہُوا۔ کہ جب میرے پچھلے خطبہ جمعہ کی بناء پر نگرانی کی گئی تو اسی دکاندار کا گھی جس نے کہا تھا کہ ہم خالص اور بہتر گھی مٹھائیوں میں استعمال کرتے ہیں۔ ردی اور ناقص پایا گیا۔ تو

عدم نگرانی کی وجہ سے

اس قسم کے نقص پیدا ہو جاتے ہیں۔ پھر یہی نہیں۔ بلکہ بعض چیزوں کے ریٹ میں دگنا فرق پایا گیا۔ یہ بھی ایسا نقص ہے۔ جس کا ازالہ ہونا ضروری ہے۔ پس عہدیداروں کو چاہیئے کہ وہ نہ صرف یہ دیکھا کریں کہ دکاندار عمدہ اور صاف ستھری چیزیں رکھیں۔ جو صحت کے لئے کسی پہلو سے بھی مضر نہ ہوں۔ بلکہ یہ بھی دیکھیں کہ بھاؤ کے لحاظ سے بھی گاہکوں کو نقصان نہ پہنچا کرے۔ مجھے ان چیزوں کے گراں خریدے جانے کا افسوس نہیں بلکہ افسوس اس امر کا ہے کہ اس کا اثر دیانت اور امانت پر پڑتا ہے۔ میں نے اگر پندرہ بیس سال میں بچوں کی شادی کے موقع پر پندرہ بیس روپے کی مٹھائی لے لی۔ تو خواہ وہ مجھے گراں ملی۔ مجھ پر اس کا کیا اثر ہو سکتا ہے ایسا موقع روز روز تو نہیں آتا۔ مگر یہاں سوال اشیاء کی گرانی کا نہیں۔ بلکہ قوم کی دیانت و امانت کا ہے۔ پس یہ دلیل کام نہیں دے سکتی کہ ہم نے کب روز روز ایسی اشیاء خریدنی ہیں کہ ہم اسکا دوسروں سے مقابلہ کریں مگر یہاں سوال یہ ہے کہ بعض لوگوں کی دیانت کا پہلو کمزور ہو رہا ہے۔ اور جب قوم کے بعض افراد کی دیانت کمزور ہو جائے تو دوسروں پر بھی اس کا اثر پڑتا ہے۔ اور وہ بھی خیانت کرنے لگ جاتے ہیں۔ پس میں امید کرتا ہوں کہ باقی کاموں کی طرح مقامی انجمنیں اس امر کی طرف بھی توجہ کریں گی ــــ اس کے بعد میں

ایک اور مضمون

کی طرف توجہ دلاتا ہوں۔ جو نہایت ہی اہم اور اصولی موضوع ہے اسلامی تعلیم پر غور کرنے سے ہمیں معلوم ہوتا ہے کہ وہ ہر فرد کی غذا قوم کے ذمہ ڈالتا ہے اور مسلمانوں پر فرض قرار دیتا ہے کہ وہ کسی مسلمان کو فاقہ سے نہ رہنے دیں۔ قرآن مجید سے اس کا پتہ چلتا ہے۔ احادیث سے اس کا پتہ چلتا ہے۔ صحابہؓ کے تعامل سے اس کا پتہ چلتا ہے پس ہر مومن کا فرض ہے کہ وہ دیکھے کہ اس کا کوئی بھائی ان ضروریاتِ زندگی سے تو محروم نہیں ہے۔ جن کے بغیر حیات قائم نہیں رہتی اور اگر کسی شخص کے متعلق معلوم ہو کہ وہ اس قسم کی ضروریاتِ زندگی سے محروم ہے تو دوسرے مسلمان اسکے ذمہ دار ہیں میں

ایک موٹی مثال دیتا ہوں

جس سے یہ مسئلہ ہر شخص کی سمجھ میں آ سکے گا۔ اور وہ یہ ہے کہ اگر کسی کے پاس لباس نہ ہو۔ اور اسکی ایسی کمزور حالت ہو گئی ہو۔ کہ وہ لنگوٹ بھی نہ رکھتا ہو اور ننگا بازار میں پھرنے لگے تو سب کو اس کی غربت اور فلاکت کا احساس ہو جائیگا اور وہ ایسے کپڑے تیار کر کے دے دیں گے۔ خواہ خود بھی انہیں تکلیف ہو۔ حالانکہ لباس غذا سے ادنی چیز ہے۔ لیکن ہمارے ہاں یہ نقص ہے کہ اگر کوئی ننگا پھرے تو اسے کپڑے بنا دینگے لیکن اگر فاقہ سے مرنے لگے اور کھانے کو کچھ میسر نہ ہو۔ تو اس کی طرف بہت کم توجہ کرینگے حالانکہ

مقدم چیز غذا ہے

غلطی سے بعض لوگ یہ خیال کر لیتے ہیں کہ غذا بہم پہنچانے کی ساری ذمہ داری لنگرخانہ پر ہے حالانکہ لنگرخانہ پر لوکل جماعت کا اتنا ہی حق ہے جتنا لاہور گوجرانوالہ سیالکوٹ پشاور اور دوسرے شہروں کا۔ اگر ہم نے لاہور اور گوجرانوالہ میں اپنے آدمی مقرر کئے ہوئے ہیں جو وہاں کے بھوکوں کو کھانا کھلائیں۔ تو یہاں کی جماعت کا بھی حق ہے کہ وہ اپنے بھوکوں کا لنگرخانہ پر بار نہ ڈالے

اور اگر باہر کی جماعتیں اس رنگ میں لنگر خانہ سے فائدہ نہیں اٹھاتیں تو مقامی جماعت کس طرح فائدہ اٹھا سکتی ہے۔ جس طرح یہاں کے رہنے والے چندہ دیتے ہیں۔ اسی طرح سیالکوٹ پشاور اور دوسری جماعتیں بھی چندہ دیتی ہیں مگر کیا ان جماعتوں کے غرباء لنگر خانہ میں سے کھانا کھا رہے ہیں۔ کہ یہاں کے غرباء کا لنگر خانہ پر بار ڈالا جائے۔ بیرونی جماعتیں چندے بھی دیتی ہیں۔ اور پھر اپنے مساکین کو کھانا بھی کھلاتی ہیں۔ اسی طرح کوئی وجہ نہیں۔ کہ جو فرض باہر والے ادا کر رہے ہیں۔ وہ یہاں والے ادا نہ کریں۔ پس یہاں کے لوگوں کو

یہ امر ذہن نشین کر لینا چاہیئے

کہ لنگر خانہ جماعت کے مہمانوں کے لئے ہے نہ کہ ذاتی مہمانوں یا مقامی غرباء کے لئے۔ مگر عام طور دیکھا جاتا ہے کہ اگر کسی کے ہاں کوئی ذاتی مہمان بھی آتا ہے۔ تو اس کا کھانا لنگر خانہ کے ذمہ ڈال دیا جاتا ہے۔ بعض دفعہ کسی کا سالا آجاتا ہے۔ خسر آجاتا ہے بھائی بہنیں یا بھانجے آئے ہوئے ہوتے ہیں۔ مگر کھانا لنگر سے منگوایا جاتا ہے۔ حالانکہ لنگر خانہ اس کے لئے ہے جس کا یہاں کوئی رشتہ دار نہیں۔ اور جو جماعت کا آکر مہمان بنتا ہے۔ پس جو رنگ یہاں کے بعض لوگوں نے اختیار کیا ہوا ہے۔ وہ ایسا ہے کہ گویا وہ مہمان نوازی کے حکم پر تبر رکھنے والا ہے۔

مَیں نے کئی دفعہ بیان کیا ہے

کہ بعض لوگ ایسے مخلص ہوتے ہیں کہ وہ کہتے ہیں کہ ہم لنگر کی روٹی تبرک کے طور پر کھانا چاہتے ہیں۔ ایسے لوگوں کا کبھی ایک وقت کے لئے کھانا منگوا لینا کوئی معیوب امر نہیں۔ بلکہ اس قسم کی خواہش کو پورا کرنا ثواب کا موجب بنتا ہے۔ میرے ایک قریبی عزیز ایک دفعہ آئے ہوئے تھے۔ انہوں نے کہا میرے لئے لنگر سے روٹی منگوائی جائے۔ میں نے وجہ دریافت کی تو انہوں نے بتایا کہ آج میرے دل میں خواہش پیدا ہوئی ہے۔ کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے لنگر خانہ کا کھانا تبرکاً کھاؤں۔ تو بسا اوقات ایسے لوگ بھی تبرک کے طور پر لنگر سے دال روٹی منگوا لیتے ہیں۔ مگر یہ اور چیز ہے اسے ہم روک نہیں سکتے۔ بلکہ ہمیں اس جذبہ کی قدر کرنی چاہیئے لیکن مستقل طور پر اگر لنگر پر اپنا بوجھ ڈالا جائے۔ تو یہ بہت ہی اخلاق کے گرے ہوئے ہونے کا ثبوت ہے یہاں جس کا کوئی رشتہ دار نہ ہو۔ اس نے تو لنگر سے ہی کھانا کھانا ہے۔ مگر جس کے رشتہ دار ہوں اگر وہ بھی لنگر سے کھانا منگوائیں۔ تو یہ درست نہیں ہوگا۔

ایسے لوگوں کی ذمہ واری

درحقیقت ان کے رشتہ داروں اور عزیزوں پر عائد ہوتی ہے۔ میں نے کئی لوگوں کو دیکھا ہے وہ کہا کرتے ہیں۔ ہمیں باہر بڑی تنگی تھی۔ ایک شخص ہمیں ملا۔ اور اسنے کہا تم ہجرت کر کے مرکز میں کیوں نہیں چلے جاتے۔ اس پر ہم ہجرت کر کے یہاں آگئے مگر یہ ہجرت نہیں۔ بلکہ مصیبت زدوں کا ایک ڈیرہ ہے۔ مہاجر تو اس لئے آتا ہے۔ کہ وہ اپنی جان اور اپنا مال خدا کی راہ میں قربان کرے گا۔ مگر یہ اس لئے یہاں آتا ہے۔ کہ سلسلہ کے لوگ اپنی جان اور اپنا مال اس کے لئے قربان کریں۔ پس یہ ہجرت نہیں کہلا سکتی۔ بلکہ

مسکنی اور فقر

ہے جس کو دُور کرنے کے لئے وہ یہاں آجاتا ہے۔ مگر بہر حال جب وہ آگیا تو محلہ والوں کا فرض ہوتا ہے کہ اس کا خیال رکھیں۔ میرے نزدیک ہر محلہ کے عہدہ داروں کا یہ کام ہے کہ وہ اپنے اپنے محلہ کے لوگوں کی نگرانی رکھیں۔ اور دیکھیں کہ کوئی بھوکا تو نہیں۔ مثلاً ہو سکتا ہے کوئی بیوہ ہو۔ جس کے کھانے کا کوئی انتظام نہ ہو۔ کوئی مسکین ہو جو بے سامان ہو۔ پس جب کسی ایسی بیوہ یا مسکین کا انہیں علم ہو۔ جس کا بوجھ سلسلہ نہیں اٹھا رہا۔ تو ان کا فرض ہے۔ کہ وہ محلہ کے لوگوں کے کھانوں میں سے اسے کھانا دیا کریں۔ کیونکہ محلے میں کسی ایک شخص کا بھوکا رہنا بھی محلے والوں کی ناک کاٹ دیتا ہے۔ پس

محلّے والوں کا فرض

ہے کہ وہ اپنے اپنے محلوں کے بھوکوں کا انتظام کریں۔ اور کوشش کریں کہ کسی محلے کا کوئی فرد رات کو بھوکا نہ سوئے۔ اور اگر انہیں کسی بھوکے شخص کا علم ہو۔ تو محلے والوں کا فرض ہے کہ وہ کھانا جمع کر کے اسے دیں۔ اور چاہے آپ بھوکا رہنا پڑے۔ اسے کھلائیں۔ کیونکہ اگر کھانا نہ ہو۔ تو وہ زیادہ تکلیف دیا کرتا ہے۔ لیکن اگر کھانا تو ہو مگر کسی غریب کو دے دیا جائے۔ اور خود بھوکا رہا جائے۔ تو اس سے کم تکلیف محسوس ہوتی ہے۔ جس کے پاس کھانے کے لئے کوئی سامان نہ ہو۔

اسے دو تکلیفیں ہوتی ہیں

کھانا نہ ہونے کی بھی اور اپنی بےچارگی کی بھی۔ اور جس کے پاس ہو تو بھی اگر وہ کھائے نہیں۔ اسے اتنی تسلی ضرور ہوتی ہے۔ کہ میرے گھر میں سامان سب موجود ہے۔ جب چاہونگا کھا لوں گا۔ جیسے روزوں کے دنوں میں ہم کھانا نہیں کھاتے۔ مگر ہمارے دل کو تکلیف نہیں ہوتی۔ کیونکہ ہم جانتے ہیں کہ یہ تکلیف ہم نے خود

اللہ تعالےٰ کی رضا کے لئے

اپنے نفس پر وارد کی ہوئی ہے۔ لیکن جس کے پاس کھانا نہ ہو اسے اپنی بےچارگی کا احساس بہت زیادہ تکلیف دیتا ہے۔ پس اگر کوئی شخص بھوکا ہو۔ تو اسے اپنے کھانوں میں سے تھوڑا تھوڑا کھانا نکال کر دے دینا چاہیئے۔ اس لئے خود بھی کوئی تکلیف نہیں ہوگی اور اسے بھی کھانا مل جائے گا۔ میں نے اکثر دیکھا ہے۔ اگر انسان اپنی غذا میں کمی کر دے۔ تو تھوڑی پر ہی گزارا ہو جاتا ہے۔ اور اگر زیادہ غذا کی عادت ڈال لے۔ تو زیادہ کھائے بغیر چین نہیں آتا۔ دعوتوں کے موقعہ پر بعض ٹھونس ٹھونس کر کھاتے ہیں۔ اور بعض تھوڑا سا کھا لیتے ہیں۔ تو ان کا بھی گزارا ہو جاتا ہے پس یہ کوئی ایسی چیز نہیں جو لاعلاج ہو۔ جب تمام محلے والے

اس ذمہ واری کو محسوس کرلیں

کہ ان میں کوئی فاقہ زدہ نہ ہو۔ تو پھر ان کا یہ بھی فرض ہوگا۔ کہ وہ دیکھیں کہ ان کے محلہ میں کوئی ایسا شخص تو نہیں جو کام تو کر سکتا ہے لیکن کرتا نہیں۔ کیونکہ اگر ہم نکمّا بیٹھنے والوں کو کھانا دیتے چلے جائیں گے تو اس کا نتیجہ یہ ہوگا۔ کہ کئی نکمّے پیدا ہو جائیں گے۔ پس بیکار لوگوں کو کام کرنے پر مجبور کیا جائے۔ تاکہ ان کی طاقتیں ضائع نہ ہوں۔ اور وہ

سلسلہ کے لئے بوجھ کا موجب

نہ بنیں۔

کلماتِ طیّبات حضرت مسیح موعود علیہ السلام

تمہیں ہر لحظہ خدا کا خوف رہنا چاہیئے

"استغفار کرتے رہو اور موت کو ہر وقت یاد رکھو۔ موت سے بڑھ کر اور کوئی چیز بیدار کرنے والی چیز نہیں ہے۔ جب انسان سچے دل سے خدا کی طرف رجوع کرتا ہے تو اللہ تعالےٰ اس پر اپنا فضل نازل کرتا ہے۔ جس وقت انسان اللہ تعالےٰ کے حضور سچے دل سے توبہ کرتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس کے پہلے گناہ معاف فرما دیتا ہے۔ اور پھر اس وقت سے بندے کا نیا حساب چلتا ہے۔ اگر ایک انسان کسی دوسرے انسان کا ذرہ سا بھی گناہ کرے تو وہ شخص ساری عمر اس سے کینہ اور دشمنی رکھتا ہے۔ اور گو زبانی اسے معاف کر دینے کا بھی اقرار کرے تاہم پھر جب بھی جب اسے موقعہ ملتا ہے۔ تو وہ اپنے کینہ اور عداوت کا اظہار کر ہی دیتا ہے۔ لیکن اللہ تعالےٰ کمال رحیم و کریم ہے کہ جب ایک بندہ سچے دل سے اس کی طرف آتا ہے۔ تو وہ رجوع برحمت ہو کر اس کے سارے گناہوں کو معاف فرما دیتا ہے۔ اور اسپر اپنا فضل نازل فرماتا ہے۔ اور سابقہ گناہوں کی سزا سے درگزر کر دیتا ہے۔ اس لئے تم بھی اب یہاں سے ایسے ہو کر جاؤ۔ کہ تم وہ ہو جاؤ جو پہلے نہ تھے۔ نمازوں کو سنوار کر پڑھو۔ جو اللہ تعالےٰ یہاں ہے۔ وہ وہاں بھی ہے۔ پس یہ نہ ہو کہ جب تک تم یہاں رہو۔ تمہارے دلوں میں رقت اور خدا کا خوف ہو۔ اور جونہی اپنے گھروں میں جاؤ تو بے خوف اور نڈر ہو جاؤ نہیں بلکہ ہر وقت اور ہر لحظہ تمہیں خدا کا خوف رہنا چاہیئے"

(الحکم جلد ۶ نمبر ۱۳)

اسلام کی نشأۃ ثانیہ

از مکرم مولوی سمیع اللہ صاحب انچارج احمدیہ مسلم مشن ۔ بمبئی

تاریخ مذاہب

مذاہب کو ہم چار دوروں میں تقسیم کرتے ہیں۔ (۱) دورِ کثرت پرستی (۲) دورِ تثلیث (۳) دورِ ثنویت (۴) دورِ توحید۔

وید کی کثرت پرستی۔ عیسائیت کی تثلیث ایران کی ثنویت اور اسلام کی توحید یہ تاریخ مذاہب کے چند اشارے ہیں جو مسئلہ الفنس و آفاق کی طرف اشارہ کرتے ہیں۔ فردِ کامل کا ظہور دورِ توحید میں ہوتا ہے پھر جوں جوں اس کمال میں نقص آتا جاتا ہے۔ مذہبی احوال میں ثنویت تثلیث اور کثرت پرستی دخل انداز ہوتی جاتی ہے۔ مردِ کامل جن کے عزم و توکل میں شانِ موحدانہ ہوتی ہے۔ جب ان کے عقیدت مندوں کی انفعالی صلاحیت کمزور ہونے لگتی ہے تو وہ سفرِ زندگی میں اس کا محتاج ہوتا ہے کہ کوئی اور قوت اس کو سہارا دے اور وہ دونوں کی رضاجوئی میں کوشاں رہے یہیں سے دورِ ثنویت شروع ہوتا ہے اور انسانی افکار یزداں کے ساتھ اہرمن ۔ نور کے ساتھ ظلمت اور نیکی کے ساتھ بدی کا لامحالہ اثر پڑنے لگتا ہے۔ انسان دنیا کی تعمیر و تخریب خدا یا یزداں کے ساتھ دوسری طاقت کی شرکت کا بھی تصور کرنے لگتا ہے اسی کو فلسفۂ ثنویت کہتے ہیں۔

ہم اس وقت "دورِ کثرت پرستی" سے گذر رہے ہیں۔ ہر مذہب کے ماننے والوں نے بہت سے صنم گھڑ لئے ہیں۔ وہ وحدانیت جس کی ہندوؤں کو وید اور گیتا میں تعلیم دی گئی ہے اور جس مکتب خیال کا رہبر "بائیبل" ہے آج ہندو سماج اس وحدانیت کو چھوڑ کر ان گنت خداؤں کی خوشنودی حاصل کرنے میں سرگرداں ہے۔

عیسائیت

عیسائیت جس نے اپنے دورِ اولین میں توحید کا سیدھا سادا وعظ کیا تھا جس کا حوالہ حضرت عیسٰے علیہ السلام بھی خدائے ذوالجلال کے سامنے اپنی صفائی پیش کرتے ہوئے دیتے ہیں (دیکھئے سورہ مائدہ آخری رکوع) اس کی جگہ تثلیث نے لے لی اس کے بعد بہت سے دیوتاؤں نے۔

اسلام

اسلام جس کی تعلیمات شرک کی تمام آلائشوں سے بالکل پاک و صاف ہیں جس کے ظہور کا مقصد ہی توحید کا قیام ہے جس کی کتاب شریعت ہر صفحہ پر نہایت ولولہ انگیز الفاظ میں توحید الٰہی کا وعظ کہتی ہے اور نہایت مؤثر انداز میں شرک سے اجتناب کی تاکید کرتی ہے۔ آج اس کے ماننے والے بھی اولیاء امت کو "خصوصیات الوہیت" میں شریک سہیم قرار دے رہے ہیں۔ شرک جلی و خفی ان کا شعار بن گیا ہے اور یہ امت بھی ثنویت و تثلیث کی سرحد طے کر کے حدود کثرت پرستی میں داخل ہو چکی ہے۔ بزرگوں اور اولیاء امت ہیں جنہیں "صفات الوہیت" سے نوازا جا چکا ہے۔

توحید

یہ ظاہر ہے کہ شرک توحید کے منافی ہے اس سے اخلاقی قوت زائل ہوتی ہے اور روحانی اقدار فنا ہوتی ہے اس لئے انسان کبھی "تعلیم وحدانیت" سے بے نیاز نہیں ہوسکتا۔ انسان کو عقیدہ توحید کے بغیر اپنا مقصد تخلیق بھی معلوم نہیں ہوسکتا یہ قوت متخیلہ جو آج انسان کو الحاد و دہریت کے ساتھ انفرادیت۔ اشتراکیت اور سرمایہ داری کی بھول بھلیاں میں بھٹکا رہی ہے اسے ایک مرکز پر قرار پانے کی ضرورت ہے "وحدتِ افکار" کا سرچشمہ عقیدہ توحید ہے اس لئے دنیا کو پھر اس عقیدے کی طرف لوٹنا ہے۔ جس دن بنی نوع انسان کے اعمال و کردار سے اس عقیدے کی آبیاری ہوگی وہی اسلام کی "نشأۃ ثانیہ" کا دن ہوگا۔ اس لئے کہ اسلام اور توحید دونوں لازم اور ملزوم ہیں۔

صبح سعادت

اگرچہ یہ دورِ ظلمت پرستی ہے مگر ہم دیکھ رہے ہیں کہ صبح آہستہ آہستہ سانس لے رہی ہے پو پھٹ رہی ہے اور صبح صادق کے انوار ظاہر ہو رہے ہیں۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی بعثت اور جماعت احمدیہ کا قیام یہی "صبح صادق" کے انوار ہیں۔ آپ کی بعثت کے بعد ایک ایسی قوم پیدا ہوگئی جس کے خیال میں مرکزیت واردات میں یکسانیت اور احساسات میں ہم آہنگی پائی جاتی ہے۔

روحانی انقلاب کی ضرورت

وہ غیر اسلامی کردار جو اس وقت دنیا پر مسلط ہوگئے ہیں انہیں بدلنے کی ضرورت ہے غور و فکر کا وہ انداز جس نے لامذہبی رجحان کو پنپنے میں مدد دی ہے اس کی تبدیلی کی حاجت ہے۔ معاشرے کو وہ بے راہ روی جس سے جوہر انسانیت کی بے قدری ہو رہی ہے ایک انقلاب کی دعوت دے رہی ہے۔ کیا مسیح پاک کی بعثت سے زمانے کے یہ اقتضاء پورے ہو گئے؟ اور کیا مستقبل اس بات کی ضمانت دیتا ہے کہ دنیا کی تعمیرِ نو آپ کے ہی اصولوں پر ہونے والی ہے؟ دنیا میں آج تک استدلال کے جتنے طریق دریافت ہوئے ہیں ہم انہیں پیش نظر رکھ کر کہہ سکتے ہیں جو توقع باندھی ہے صحیح ہے۔

کیفیّت و کمیّت

ہر تعمیری تحریک کو ناپنے کے دو پیمانے ہوتے ہیں کیفیت اور کمیت۔ کیفیت اگر عرض کا پتہ دیتی ہے تو کمیت طول کا۔ کیفیت میں گہرائی ہوتی ہے۔ تو کمیت میں پھیلاؤ ہوتا ہے جب ہم تحریک احمدیت کو ان دونوں پیمانوں سے ناپتے ہیں تو یہ تول میں پوری اترتی ہے۔

کیفیّت

کیفیت جس کو کمیت پر تقدم اور ترجیح حاصل ہے۔ عقائد و تعلیمات کو کہتے ہیں اور یہ کہنا برحق ہے کہ جماعت احمدیہ جو معاشی اخلاقی اور روحانی اقدار لے کر کھڑی ہوئی ہے وہ اصلہا ثابت کی مصداق ہیں۔ زندگی کے دو نو اہم شعبے جن کو انفرادیت اور اجتماعیت کہتے ہیں حضرت مسیح موعود علیہ السلام اور ان کے خلفاء یعنی خلفائے ان کے متعلق مثالی نصب العین موجود ہے۔ اور ہم اس کو "ہدف نظر" بنا کر قیامت تک ترقی کی طرف قدم بڑھا سکتے ہیں۔

کمیّت

دوسرا پیمانہ کمیّت ہے اس سے جماعت کے افراد اور وسعت کو تولتے ہیں۔ قرآن پاک نے اس کی تعریف میں فرعہا فی السماء فرمایا ہے۔ وہ اصحاب احمد جو گلہائے سرسبد ہیں جنہیں قرآنی اصطلاح میں "سابقون الاولون" کہا گیا ہے وہ اس درخت کی پہلی سایہ دار ڈالیاں ہیں۔ اب جماعت تابعین کے دور سے گذر رہی ہے اور وسائل حکمرانی کے بغیر اتنی وسعت اختیار کر چکی ہے کہ سورج اس پر غروب نہیں ہوتا یہ بات نہایت وثوق سے کہی جاسکتی ہے۔ کہ اگر مارکسزم کو روس کی حکومت ہاتھ نہ آتی تو وہ بھی اس قلیل عرصہ میں ایسی حیرت انگیز ترقی نہ کرسکتا جتنی جماعت احمدیہ نے کی ہے وہ ممالک جہاں آج بھی مارکسزم کے نام پر حکومت قائم نہیں ہے وہاں کسی لحاظ سے کمیونسٹ پارٹی کا حال جماعت احمدیہ سے اچھا نہیں ہے۔ باوجودیکہ احمدیت لوگوں کو اخلاقی اور روحانی اقدار کی طرف بلاتی ہے اور کمیونسٹ پارٹی الاؤنس بونس اور بھتے کی طرف بادی النظر میں تمام لوگوں کو کمیونسٹ پارٹی کی دعوت قبول کرنی چاہیے مگر آثار سے معلوم ہوتا ہے کہ انسان محض حیوانی محرکات سے مطمئن نہیں وہ اپنے معاشرے میں اخلاق و روحانیت کو بھی جگہ دینی چاہتے ہیں اور یہی اس بات کی غمازی کرتے ہیں کہ ایک دن دنیا کی بڑی آبادی آغوشِ احمدیت میں سکون پائے گی۔

(باقی)

اعلان نکاح

مؤرخہ ۲۸ جنوری کو بعد نماز مغرب مسجد مبارک ربوہ میں مکرم مولانا جلال الدین صاحب شمس نے سعادت احمد صاحب ابن ابوالبشارت مولوی عبدالغفور صاحب مربی سلسلہ احمدیہ کا نکاح منصورہ بیگم صاحبہ بنت مکرم شفیع احمد صاحب مرحوم کے ساتھ بعوض ایک ہزار روپیہ مہر پڑھا۔

احباب دعا کریں کہ اللہ تعالےٰ اس رشتہ کو جانبین کے لئے ہر لحاظ سے خیر و برکت کا موجب بنائے آمین۔

دعائے مغفرت

مکرم محمد اسماعیل صاحب ساکن گھنیکے بانگر ضلع گورداسپور حال ربوہ بعارضہ پیچش چند دن بیمار رہ کر مورخہ ۲۹ جنوری ۱۹۶۰ء کو وفات پاگئے انا للہ وانا الیہ راجعون مرحوم حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے صحابی مکرم حکیم اللہ بخش صاحب مرحوم کے بڑے داماد تھے۔ عرصہ تک غیر احمدی رہے لیکن بالآخر بیعت کرنے اور وصیت کرنے کی توفیق ملی۔ پانچ لڑکوں میں سے چار لڑکے احمدی ہیں جن میں سے ایک بشیر احمد صاحب جانگڑ دی قادیان میں درویش ہیں خلیل احمد صاحب گولبازار ربوہ میں دکاندار ہیں اور دو بیٹے نذیر احمد صاحب اور محمد اسحاق صاحب بدوملہی میں رہتے ہیں۔

موسم کی خرابی کے باوجود نماز جنازہ حضرت مرزا بشیر احمد صاحب مدظلہ نے پڑھائی اور مرحوم بہشتی مقبرہ ربوہ میں دفن ہوئے۔

احباب دعا کریں کہ اللہ تعالےٰ مرحوم کو بلند درجات عطا فرمائے اور پسماندگان کو صبر جمیل عطا کرے

خاکسار عبدالرحیم دیانت درویش قادیان حال وارد ربوہ

جماعت احمدیہ کے اڑسٹھویں جلسہ سالانہ کی مختصر روئیداد

۲۴ جنوری کے پہلے اجلاس میں محترم چوہدری محمد ظفر اللہ خانصاحب اور دیگر حضرات کی ٹھوس اور پُر مغز تقاریر

(۵)

مورخہ ۲۴ جنوری ۱۹۶۰ء بروز اتوار جلسہ سالانہ کے تیسرے روز کا پہلا اجلاس صبح سوا نو بجے محترم جناب شیخ بشیر احمد صاحب جج لاہور ہائی کورٹ کی صدارت میں منعقد ہوا کارروائی حسب معمول تلاوت سے قرآن مجید سے شروع ہوئی جو مکرم حکیم محمد دین صاحب آف قادیان نے کی بعد ازاں حبیب الرحمن صاحب درد نے سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی نظم سے

کس قدر ظاہر ہے نور اس مبداء الانوار کا
بن رہا ہے سارا عالم آئینہ ابصار کا

خوش الحانی سے پڑھ کر سنائی۔

اسلام میں خلیفہ کا مقام

ازاں بعد مکرم ڈاکٹر خلیل احمد صاحب ناصر ایم اے۔ پی ایچ۔ ڈی نے ایک برجستہ اور مدلل تقریر کی۔ ان کی تقریر کا عنوان تھا "اسلام میں خلیفہ کا مقام"۔ مکرم ڈاکٹر صاحب نے اپنی تقریر میں خلافت کے مقام اس کے منصب اس کی بنیادی اہمیت اور ضرورت پر تفصیل سے روشنی ڈالنے کے بعد قرآن مجید اور احادیث نبوی کی روشنی میں واضح کیا کہ اسلام میں خلیفہ کا مقام نہایت اہم اور بنیادی مقام ہے۔ خلیفہ نور نبوت کے قیام اور امتداد کا ایسا ذریعہ ہے جسے خدا تعالیٰ نے مومنین با خلافت کو انتخاب کا حق دے کر خود مقرر کرتا ہے۔ خلیفہ اسلام کی صحیح روح یعنی اجتماعیت کا مرکزی نقطہ اور محور ہے جس کے گرد اگرد اسلامی معاشرہ اپنے کمال کو پہنچتا ہے۔ خلیفہ کا منصب اپنی نوعیت کے لحاظ سے ایک روحانی منصب ہے۔ اسلامی خلیفہ کے لئے ملوکیت یا دنیوی اقتدار ضروری نہیں لیکن اپنی جماعتی تنظیم میں وہ حکم اور آخری اتھارٹی کی حیثیت رکھتا ہے۔ خلیفہ جماعت کے لئے ایسا مطاع ہے جس کی اطاعت لازمی اور اجتماعی تنظیم کا ضروری جزو ہے اسلام کے احیاء اور افراد کی زندگیوں میں صحیح معنوں میں شریعت اسلامیہ کے قیام و نفاذ کا انحصار بڑی حد تک نظام خلافت پر ہے۔ مکرم ڈاکٹر صاحب نے ان تمام امور کے ثبوت میں قرآن مجید کی آیات اور احادیث نبوی کے علاوہ نامور علماء کے حوالے بھی جا بجا پیش کر کے اسلام میں خلیفہ کے مقام پر تفصیل سے روشنی ڈالی۔

آخر میں آپ نے واضح کیا کہ خدا تعالیٰ نے اس زمانے میں جماعت احمدیہ کو اسلام کی نشأۃ ثانیہ کے لئے کھڑا کیا ہے احمدیت اپنے مقاصد کو صرف اور صرف اسی صورت میں بروئے تکمیل لا سکتی ہے کہ وہ نظام خلافت کو جاری و ساری رکھ کر برکات نبوت کو نسلاً بعد نسل پھیلاتی چلی جائے اس کے لئے خلیفہ کے مقام کو صحیح طور پر سمجھنا اور اس مقام کی حفاظت کرنا اور اسے قائم رکھنا جماعت کا اولین فرض ہے۔ آپ نے اس امر پر زور دیا کہ اگر ہم نے اپنے اس فریضے کو صحیح طور پر سمجھ لیا تو اسلام کے غلبہ کا زمانہ قریب تر ہو جائے گا اور اسے وہ پائیداری اور پائندگی حاصل ہو جائے گی جو اللہ تعالیٰ نے احمدیت کے ذریعہ مقدر کی ہے۔

اُخروی زندگی

بعد ازاں ہیگ کی عالمی عدالت انصاف کے نائب صدر محترم جناب چوہدری محمد ظفر اللہ خاں صاحب نے "اخروی زندگی" کے موضوع پر عام فہم انداز میں ایک معرکۃ الآراء تقریر فرمائی جس کے دوران آپ نے قرآن مجید کی روشنی میں ایمان بالآخرت کی اہمیت، حیات اخروی کی ضرورت اس کے واضح اور بین ثبوت اور اس کی کیفیت و نوعیت کو نہایت عمدگی سے واضح فرمایا۔ آپ کی تقریر اس قدر ٹھوس اور پُر مغز تھی کہ اس کو پوری تفصیل کے ساتھ بیان کرنے کے لئے بہت زیادہ وقت کی ضرورت تھی تاہم آپ نے اس مختصر وقت میں تمام اہم اور ضروری باتوں پر اس انداز سے روشنی ڈالی کہ کم سے کم وقت میں زیادہ سے زیادہ مواد احباب کے ذہن نشین ہو جائے۔ اور پھر احباب خود غور و فکر سے کام لے کر ممکن حد تک اس کی کنہ و کیفیت کو اپنے اذہان کے قریب تر لانے کی کوشش کر سکیں اور اس یقین پر انشراح صدر کے ساتھ قائم ہو کر اسے پختہ سے پختہ تر بنا سکیں کہ فی الحال حیات اُخروی ہی اصل اور پائیدار زندگی ہے

محترم چوہدری صاحب موصوف نے دوران تقریر میں عالم برزخ جزا سزا، جنت و دوزخ اور حیات آخرت کی متعلقہ کیفیات کو نہایت خوبی سے واضح فرمایا نیز بعض جدید سائنسی تحقیقات کا ذکر کر کے بتایا کہ کس طرح جدید سائنسی انکشافات سے بھی حیات اخروی کے ثبوت میں مدد ملتی ہے اور اسلام نے جو صداقتیں آج سے چودہ سو سال قبل پیش کی تھیں کس طرح آج وہ سائنس کی کسوٹی پر پوری اتر رہی ہیں۔

محترم چوہدری محمد ظفر اللہ خانصاحب کی اس معرکۃ الآراء تقریر کے بعد مکرم محمد شریف صاحب اشرف پرائیویٹ سیکرٹری سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ نے بیرونی ممالک اور پاکستان کے مختلف حصوں سے آئی ہوئی وہ تمام تاریں پڑھ کر سنائیں۔ جن میں جلسہ سالانہ کے انعقاد پر حضور ایدہ اللہ کی خدمت میں مبارکباد پیش کرتے ہوئے دعا کی درخواست کی گئی تھی۔

مکرم مولانا ابو العطاء صاحب فاضل کی تقریر

آخر میں مکرم مولانا ابو العطاء صاحب فاضل نے "پاکستان میں مسیحیوں کی تبلیغ اور ہمارا فرض" کے موضوع پر ایک فکر انگیز تقریر فرمائی۔ آپ نے مسیحیوں کی سرگرمیوں کا سرسری جائزہ پیش کرنے کے بعد فرمایا پاکستان اسلامی اصولوں پر قائم ہوا ہے اس لئے اس میں مذہبی آزادی ہونی لازمی ہے۔ اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں فرمایا ہے لا اکراہ فی الدین قد تبین الرشد من الغی کہ مذہب کے بارہ میں کوئی جبر نہیں صداقت اپنے واضح دلائل کی بناء پر اپنی ذات میں خود روشن ہے حکومت پاکستان اس ارشاد خداوندی کی پابند ہے۔ اسلئے یہ تو سوال ہی پیدا نہیں ہوتا کہ حکومت کی طرف سے کسی مذہب کے پیروؤں کو آزادی تحریر و تقریر سے محروم کر دیا جائے جب تک کسی مذہب کے پیرو خالص دینی تبلیغ کو اپنا شعار بنائے رکھتے ہیں حکومت ان کے معاملے میں دخل نہیں دے گی اور اسلامی تعلیم کی رو سے اس کو ایسا کرنے کا اختیار حاصل بھی نہیں۔ یہی وجہ ہے۔ پاکستان میں جملہ مذاہب کو پوری آزادی حاصل ہے سچے مسلمانوں کے نزدیک جو اسلام کی روحانی تاثیرات سے واقف ہیں یہ سوال کسی مرحلہ پر بھی قابل غور نہیں کہ پاکستان میں غیر مسلموں کو تبلیغ سے روکا جائے۔ اس امر کے ثبوت میں کہ مسیحیوں کو پاکستان میں پوری پوری آزادی حاصل ہے مکرم مولوی صاحب موصوف نے خود بعض نامور مسیحیوں کے اخبارات میں شائع شدہ بیان بھی پڑھ کر سنائے۔

تقریر کے دوران میں آپ نے بتایا کہ ان حالات میں مسلمانوں بالخصوص پاکستانی مسلمانوں کے لئے یہ ایک اہم سوال ہے کہ مسیحیوں کی اس تبلیغ اور ان کے تبلیغی مقاصد کے پیش نظر مسلمانوں کا کیا فرض ہے اور اسے کس طرح ادا کیا جا سکتا ہے آپ نے بعض دردمند مسلمانوں کے حالیہ بیانات کا حوالہ دیتے ہوئے بتایا کہ یہ سوال بار بار ذہنوں میں آ رہا ہے اور ابھی تک اس کا تسلی بخش جواب نہیں ملا ہے آپ نے یہ بتانے کے بعد کہ قرآن کی دعوت سارے جہانوں اور سارے زمانوں کے لئے ہے اور اسلام کی تبلیغ ابتداء ہی سے عالمگیر تبلیغ رہی ان ذرائع پر روشنی ڈالی۔ جن پر عمل پیرا ہو کر اس صورت حال کا بآسانی مقابلہ کیا جا سکتا ہے۔ اس ضمن میں آپ نے اللہ تعالیٰ کی کامل طاقتوں پر یقین رکھنے والی جماعت کے قیام صحیح اسلامی عقائد اختیار کرنے ان عقائد کی تبلیغ کے لئے ایک مضبوط تنظیم اور مرکز قائم کرنے مالی قربانی کی روح پیدا کرنے اور مبلغین اسلام تیار کرنے کی اہمیت پر زور دیا۔

آخر میں آپ نے اس طرف توجہ دلائی کہ جماعت احمدیہ ان ذرائع پر مشتمل راہ عمل پر ہی گامزن ہے اور اسی لئے گامزن ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اسے اسلام کو ساری دنیا میں غالب کر دکھانے کے لئے قائم فرمایا ہے اور انشاء اللہ اس کی تبلیغی مساعی کے نتیجے میں اسلام ساری دنیا میں غالب آ کر رہے گا۔ آپ نے فرمایا خدا تعالیٰ کی مقرر کردہ اس راہ عمل پر گامزن ہو کر نہ صرف پاکستان میں مسیحیوں کی تبلیغ کا حقیقی جواب دیا جا سکتا ہے بلکہ خود دوسرے ممالک میں بھی انہیں حلقہ بگوش اسلام بنا کر دنیا بھر میں غلبہ اسلام کی راہ ہموار کی جا سکتی ہے۔

زکوٰۃ کی ادائیگی اموال کو بڑھاتی اور تزکیہ نفس کرتی ہے

ادائیگی زکوٰۃ اور عہدہ داران جماعت

آج کل عام طور پر زکوٰۃ کے متعلق بہت غفلت برتی جا رہی ہے۔ حالانکہ زکوٰۃ اسلام کے ان ارکان میں سے ایک رکن ہے۔ جس کے انکار سے ایک مسلمان مسلمان نہیں رہتا۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے مسلمانوں کو ادائیگی زکوٰۃ کا تاکیدی حکم فرمایا۔ قرآن پاک میں بھی جہاں اقامت الصلوٰۃ کا حکم ہے وہاں اٰتوا الزکوٰۃ کا بھی حکم دیا گیا ہے۔ اللہ تعالےٰ کے فضل سے احمدی احباب کی غالب اکثریت اسلام کے اس حکم پر عمل پیرا ہے۔ اور بہت سے دوست بغیر کسی تحریک کے زکوٰۃ کو اپنے فرائض میں سے ایک اہم فرض سمجھ کر باقاعدگی کے ساتھ ادا کر رہے ہیں۔ نجزاھم اللہ احسن الجزاء

لیکن جہاں تک ہماری معلومات ہیں۔ جماعت میں بعض احباب ایسے موجود ہیں۔ جن پر زکوٰۃ واجب ہوتی ہے۔ مگر وہ یا تو مسئلہ سے لاعلمی کی وجہ سے یا غفلت سے زکوٰۃ ادا نہیں کرتے۔ عہدہ داران جماعت سے التماس ہے۔ کہ زکوٰۃ کے متعلق تحریک فرماتے رہا کریں۔ اور جن احباب کے متعلق خیال ہو کہ اُن پر زکوٰۃ واجب ہوتی ہے انہیں اس فرض کی ادائیگی کے لئے خصوصیت سے توجہ دلاتے رہا کریں۔

(ناظر بیت المال)

برائے فوری توجہ مجالس خدام الاحمدیہ

سالانہ اجتماع ۱۹۵۲ء کے موقعہ پر سیدنا حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ نے خدمتِ خلق کے نہایت مفید کام کرنے کی ہدایت فرمائی تھی۔ حضور نے اس موقعہ فرمایا تھا۔ کہ خدمتِ خلق کا اصل کام یہ ہے۔ کہ خدام کو کوئی نہ کوئی ہنر سکھایا جائے۔ نجار چند ایک خدام کو نجاری سکھائیں۔ تاجر تجارت کا طریق سکھائیں۔ اسی طرح دُوسرے پیشہ ور سال کے دوران میں دو چار خدام کو اپنے اپنے پیشے سکھائیں۔ اگر چند سال یہ طریق جاری رہے تو بہت سے نئے کاریگر تیار ہو سکتے ہیں۔ اور سلسلہ کے چندوں میں اضافہ ہو سکتا ہے۔ وہاں ہنگامی ضرورت کے وقت دُوسروں کی امداد زیادہ موثر طریق پر ہو سکتی ہے۔ اس اجتماع میں حضور نے خدام سے وعدے لئے تھے کہ وہ ضرور یہ کام اس سال کریں گے۔ اس مقصد کو زیادہ منظم طریق پر پُورا کرنے کے لئے خدام الاحمدیہ نے ایک شعبہ "صنعت وحرفت وتجارت" کھولا ہے۔ تمام قائدین براہ کرم مندرجہ ذیل طریق پر فوری توجہ دے کر مرکز کو اطلاع دیں۔

(۱) اپنی اپنی مجالس میں فوراً صنعت وحرفت وتجارت کے ناظم مقرر کر کے مرکز کو مطلع کریں۔
(۲) ان کی مجلس میں کون کون سا پیشہ سکھانے والے ہیں اور کتنے ہیں۔
(۳) اس میں کتنے خدام حضور کے مندرجہ بالا ارشاد پر لبیک کہتے ہوئے خدام کو اپنے پیشے سکھانے کے لئے نام پیش کرتے ہیں؟
(۴) کتنے خدام کام سیکھنے کے لئے اپنے آپ کو پیش کرتے ہیں۔؟
(۵) آئندہ تمام مجالس اس شعبہ کے سلسلہ میں اپنی ماہانہ رپورٹوں میں مندرجہ بالا تین شقوں کے ماتحت مفصل رپورٹ بھیجا کریں۔ لیکن اعداد وشمار کے ساتھ کہ کتنے خدام کون کون سا پیشہ سیکھ یا سکھا رہے ہیں؟
(۶) قائدین کوشش کریں کہ ہر خادم کوئی نہ کوئی پیشہ ضرور سیکھے۔

نیز قائدین کرام اپنے اپنے شہر وعلاقے کی ضروری اور اہم تجارتی وصنعتی معلومات بھی اپنی ماہانہ رپورٹ کے ذریعہ مرکز میں بھجوایا کریں۔ جزاکم اللہ احسن الجزاء۔

(مہتمم صنعت وحرفت وتجارت خدام الاحمدیہ مرکزیہ)

اعلانِ نکاح

عزیزم محمد صادق صاحب بٹ ابن مکرم میاں محمد یوسف صاحب بٹ سکنہ احمد نگر ضلع جھنگ کا نکاح ہمراہ صغریٰ بیگم صاحبہ بنت مکرم میاں محمد ابراہیم صاحب مرحوم بعوض ایک ہزار روپیہ حق مہر محترم مولوی ظفر محمد صاحب ظفر سابق پروفیسر جامعہ احمدیہ نے مورخہ ۲۵ جنوری کو پڑھا۔ احباب جماعت دعا فرمائیں کہ اللہ تعالےٰ اس رشتہ کو فریقین کے لئے دین و دنیا کے لئے مبارک کرے۔ آمین

خاکسار:۔ (خواجہ) خورشید احمد سیالکوٹی

گمشدہ چادر

مورخہ ۲۵/۱ کو صبح ۹ بجے سرگودھا کو جانے والی گاڑی پر سوار ہوتے وقت خاکسار کی ایک چادر بہ رنگ چاہی جس پر پیلے رنگ کے پھول نکلے ہوئے ہیں۔ ریلوے اسٹیشن پر یا گاڑی میں گم ہوگئی ہے۔ چادر سوتی اور پھول سلکی دھاگہ سے نکالے گئے ہیں۔ جن صاحب کو ملے براہ کرم درج ذیل پتہ پر روانہ فرما کر عنداللہ ماجور ہوں۔ ڈاک خرچ اور دیگر اخراجات ادا کر دیئے جائیں گے۔

(خاکسار:۔ افتخار احمد۔ گھوگھیاٹ ڈاک خانہ میانی۔ ضلع سرگودھا)

تحریک جدید اور خدام الاحمدیہ

سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثانی نے خطبہ جمعہ فرمودہ ۲۸ نومبر ۱۹۵۲ء میں فرمایا:۔

"تحریک جدید کی بنیاد درحقیقت انہی اصُول پر ہے۔ جن پر اسلام کی بنیاد رکھی گئی ہے۔ اسلام کی بنیاد بھی اس بات پر رکھی گئی ہے۔ کہ خدا تعالےٰ کے کلام کی تشہیر اور ترویج کی جائے۔ اللہ تعالیٰ نے ہمیں جو پیغام دیا ہے ہمارا فرض ہے کہ ہم اس پیغام کو ساری دُنیا تک پہنچائیں۔"

قائدین وزعماء مجالس سے قوی اُمید ہے کہ وہ اس سلسلہ میں اپنی ذمہ داری سے کما حقہٗ عہدہ برآ ہوتے ہوئے اپنی اپنی مجالس کے جملہ افراد کے وعدے اولین فرصت میں اپنے آقا کے حضور پیش کرنے کے لئے وکیل المال صاحب تحریک جدید کی خدمت میں پہنچا دیں گے۔ اور اس سلسلہ میں اپنی مساعی سے شعبہ ہذا کو مطلع کریں۔

(مہتمم تحریک جدید مجلس خدام الاحمدیہ ربوہ)

ضرُوری اطلاع

دیکھا جاتا ہے۔ کہ باہر سے جو نعشیں بہشتی مقبرہ ربوہ میں دفن کرنے کے لئے تابوُت میں لائی جاتی ہیں۔ ان میں سے بعض کے تابوُت بہت بڑے ہوتے ہیں۔ اور جہاں ان کے بڑے ہونے کی وجہ سے ورثاء کا خرچ زیادہ ہوتا ہے۔ وہاں ان کے اٹھانے اور دفن کرنے میں بھی کافی دقت کا سامنا کرنا پڑتا ہے اس لئے اعلان ھذا کے ذریعہ جملہ احباب جماعت احمدیہ کو اطلاع دی جاتی ہے۔ کہ وہ بوقت ضرورت حسب ذیل سائز کے مطابق تابوت تیار کروایا کریں۔

لمبائی بیرونی تابوُت سوا چھ فٹ
چوڑائی " " پونے دو فٹ

اونچائی اطراف سے ایک فٹ اور درمیان سے ڈیڑھ فٹ۔ موٹائی ایک انچ

اس سائز سے بڑا تابوُت بنانے میں روپے کا بھی ضیاع ہے۔ اور اس میں فائدہ بھی کوئی نہیں۔ علاوہ ازیں یہ بھی یاد رکھیں۔ کہ جہاں تک ہو سکے۔ تابوُت پختہ لکڑی کا تیار کروایا جائے یعنی لکڑی اپنی عمر کے لحاظ سے پکی ہوئی ہو تاکہ تابوُت زیادہ سے زیادہ عرصہ تک محفوظ رہ سکے۔

(سیکرٹری مجلس کارپرداز ربوہ)

درخواست دُعا

"میرا چھوٹا بھائی محمد امجد زاہد اس دفعہ مڈل ورنیکلر فائنل کے امتحان میں شریک ہو رہا ہے۔ کامیابی کے لئے درخواست دُعا ہے۔ (ایم۔ اے۔ اختر ایف۔ ایس۔ سی۔ سٹوڈنٹ گورنمنٹ کالج منٹگمری)

ولادت

مکرم پیر خلیل احمد صاحب کے لڑکے مکرم پیر جمیل احمد صاحب کو اللہ تعالےٰ نے اپنے خاص فضل سے ۲۲ بروز جمعۃ المبارک لڑکا عطا فرمایا ہے نومولود مکرم صوبیدار عزیز احمد صاحب کا نواسہ ہے نام افتخار احمد تجویز کیا گیا ہے احباب نومولود کی درازی عمر اور بلند اقبالی کے لئے دعا کریں۔

نوٹ، مکرم پیر خلیل احمد صاحب نے اس خوشی میں مبلغ پانچ روپے بطور اعانت الفضل ارسال فرمائے ہیں۔ جزاکم اللہ۔ (مینیجر الفضل)

حج پر جانے والوں کی خدمت میں درخواست

میری ہمشیرہ آمنہ بیگم اہلیہ مرزا محمد زمان صاحب درویش امال حج پر جانیکا ارادہ رکھتی ہیں جو بھائی خود کے ساتھ ان کی مستورات حج پر جا رہی ہوں خاکسار کو مطلع فرمائیں تاکہ میری ہمشیرہ بھی ان کے ہمراہ جا سکے۔ جزاھم اللہ۔

(محمد شفیع (نوشہروی) دار الرحمت وسطی ربوہ)

ترقیاتی پروگراموں کے لئے ۲۸ کروڑ کے دو نئے قرضے جاری کئے جائیں گے

دونوں قرضے تیرہ فروری کو صرف ایک دن کے لئے کھلے رہیں گے

کراچی یکم فروری یہاں سرکاری طور پر اعلان کیا گیا ہے۔ حکومت پاکستان نے ۱۳ر فروری کو ۱۹۶۴ء میں واجب الادا ساڑھے تین فیصد شرح والے قرضہ (دوسرا اجراء) اور ۱۹۷۴ء میں واجب الادا چار فی صد شرح والے قرضہ (دوسرا اجرا) کے نام سے دو نئے قرضے جاری کرنے کا فیصلہ کیا ہے۔ جن کے ذریعہ مرکزی اور صوبائی حکومتوں کو ترقیاتی پروگرام کے لئے سرمایہ مہیا کیا جائیگا۔

ان دونوں قرضوں کے لئے روپیہ ۱۳ر فروری کو وصول کیا جائیگا۔ اور یہ صرف ایک دن کے لئے کھلے رہیں گے۔ ان قرضوں سے مجموعی طور پر اٹھائیس کروڑ روپے حاصل کئے جائیں گے۔ تاہم حکومت نے یہ حق محفوظ رکھا ہے۔ کہ اگر اس سے بھی زیادہ رقم موصول ہو تو وہ اسے قبول کرلے۔ جن لوگوں نے ۱۹۶۰ء میں واجب الادا تین فی صد والے قرضے میں روپیہ لگایا تھا۔ وہ اپنا روپیہ نئے قرضے میں منتقل کر سکتے ہیں۔ نئے قرضوں سے متعلق ضروری معلومات اور مقررہ فارم سٹیٹ بنک آف پاکستان۔ نیشنل بنک آف پاکستان ٹریژری اور سب ٹریژری سے حاصل کئے جاسکتے ہیں

۱۹۶۰ء کا قرضہ

ایک سرکاری اعلان میں بتایا گیا ہے کہ ۱۹۶۰ء میں واجب الادا تین فی صد شرح کا قرضہ کا ادا شدہ بقایا مقررہ پروگرام کے مطابق چودہ فروری ۱۹۶۰ء کو ادا ہونا تھا۔ لیکن چونکہ چودہ فروری ۱۹۶۰ء کو اتوار ہے۔ اس لئے وہ تیرہ فروری ۱۹۶۰ء کو ادا کر دیا جائے گا۔ اور چودہ فروری کے بعد اس پر کوئی سود نہیں دیا جائیگا۔ یہ قرضہ حکومت پاکستان کی وزارت خزانہ کے اعلان ڈی ۹۶۳۔ بی/۴۸ مورخہ چودہ فروری ۱۹۴۸ء کے مطابق جاری کیا گیا تھا۔ آسانی کے ساتھ قرضے کی ادائیگی کے مقصد کے پیش نظر ایسے لوگوں کو جن کے قبضے میں اس قرضے کی کفالتیں ہیں مشورہ دیا گیا ہے۔ کہ وہ پبلک ڈیٹ آفس خزانہ یا نیشنل بنک آف پاکستان کی جس شاخ سے سود حاصل کرتے رہے ہیں۔ چھ فروری ۱۹۶۰ء کو اسی شاخ میں اپنی کفالتیں باقاعدہ دستخط کرنے کے بعد پیش کر دیں۔ ان کی کارروائی کی پوری تفصیلات کسی پبلک ڈیٹ آفس، خزانہ یا نیشنل بنک کی کسی شاخ سے جو پاکستان میں سرکاری خزانہ کے فرائض ادا کرتی ہو حاصل کی جاسکتی ہیں۔ وزارت خزانہ پاکستان کے ایک اور اعلان ڈی ۵۸۰۔ جی ۴/۶۰ مورخہ یکم فروری ۱۹۶۰ء میں جو اسی تاریخ کے گزٹ میں شائع ہو چکا ہے۔ واضح کر دیا گیا ہے۔ کہ ۱۹۶۰ء میں واجب الادا تین فی صد شرح والے قرضے کی کفالتیں ۱۹۶۴ء میں واجب الادا چار فی صد شرح والے قرضے۔ (دوسرا اجراء) کیلئے بھی مساوی قیمت پر قبول کی جاسکتی ہیں۔ یہ دونوں قرضے تیرہ فروری ۱۹۶۰ء کو جاری کئے جا رہے ہیں جو اصحاب اپنی کفالتوں کو ان نئے قرضوں میں متبدل کرنے کے خواہاں ہوں۔ انہیں فی الفور اپنی کفالتیں نئے قرضوں سے متعلق درخواستوں کے ساتھ ذیل کے دفاتر میں پیش کرنی چاہئیں (۱) کراچی، لاہور، راولپنڈی، پشاور، کوئٹہ، لائلپور، ڈھاکہ، چاٹگانگ، اور کھلنا کے سٹیٹ بنک آف پاکستان کے دفاتر (۲) جن مقامات میں سٹیٹ بنک کے دفاتر نہ ہوں وہاں نیشنل بنک آف پاکستان کی ایسی شاخوں میں جو سرکاری خزانہ کے فرائض بھی انجام دیتی ہوں۔ (۳) جن مقامات میں سٹیٹ بنک یا نیشنل بنک آف پاکستان کی کوئی شاخ نہ ہو۔ وہاں سرکاری خزانہ میں کفالتیں پیش کرنی چاہئیں۔

تمام افسروں کا فرض ہے کہ وہ کسانوں کی ضروریات کا خیال رکھیں

جنرل اعظم خان کی طرف سے محنت اور جانفشانی کے ساتھ کام کرنے کی تلقین

راجشاہی یکم فروری پاکستان کے وزیر خوراک و زراعت لیفٹیننٹ جنرل محمد اعظم خان نے کل یہاں سرکٹ ہاؤس میں سرکاری افسروں سے خطاب کرتے ہوئے کہا "زراعت ملک کی معیشت کی بنیاد ہے اور تمام افسروں کا فرض ہے کہ وہ کسانوں کی ضروریات کا لحاظ رکھیں خواہ وہ کسی بھی محکمہ سے تعلق رکھتے ہوں۔"

جنرل اعظم نے کہا کہ تن آسانی اور سہل انگاری کا زمانہ اب گذر چکا ہے وہ دور کبھی واپس نہیں آئے گا۔ سرکاری افسروں کو چاہیئے کہ وہ اپنے فرائض سے عہدہ برآ ہونے کے لئے اپنی تمام صلاحیتیں بروئے کار لائیں اور بہترین نتائج حاصل کرنے کے لئے شبانہ روز محنت کریں۔ ملک کی آبادی تیزی سے بڑھ رہی ہے۔ ہمیں اس روز افزوں آبادی کا پیٹ بھرنے کے چیلنج کا جواب دینا ہے۔ اس لئے محنت شاقہ جانفشانی اور مناسب منصوبہ بندی کی ضرورت ہے۔ راجشاہی ضلع اور ڈویژن کے دوسرے اضلاع کی تمام بیکار زمین زیر کاشت لائی جائے اور پیداوار بڑھائی جائے اس کے ساتھ ہی ساتھ یہ ضروری ہے مختلف اقسام کی اشیاء پیدا کی جائیں۔ مویشیوں اور پودوں کی حفاظت کا مناسب انتظام کیا جائے ماہی گیری کے لئے معقول تدبیریں اختیار کی جائیں اور تجارتی بنیاد پر باغ لگائے جائیں۔ ریشم اور گنّہ بوزنا کی پیداوار اس ضلع کی خصوصیت ہے ان شعبوں کو بھی ترقی دی جائے۔ جنرل اعظم خاں نے اپنی تقریر کے آخر میں افسروں پر دوبارہ زور دیا کہ وہ وطن کی خدمت کے لئے زیادہ سے زیادہ تندہی سے کام کریں۔

جنرل اعظم خاں نے راجشاہی میں ایک جلسہ عام سے بھی خطاب کیا۔ انہوں نے کہا مجھے افسوس ہے کہ بارہ سال کا طویل وقت بالکل ضائع کیا گیا ہے اور ملک کی ترقی کے تقاضوں کو پس پشت ڈال دیا گیا ہے اس لئے اب یہ اور بھی زیادہ ضروری ہو گیا ہے کہ ہم بڑی محنت سے کام کریں اور پچھلے بارہ برسوں کی غفلت اور احساس حرماں کی تلافی کریں یہ صورت حال بددیانت اور خود غرض سیاست دانوں نے پیدا کر دی ہے۔ مگر عوام نے انہیں اب ہمیشہ کے لئے ٹھکرا دیا ہے اب ملک میں بنیادی جمہوریتیں قائم کر دی گئی ہیں ان کے کونسلروں کا فرض ہے کہ وہ عوام کی حالت سدھارنے کی کوشش کریں تاوہ زندگی کی تمام نعمتیں حاصل کرسکیں۔ محکمہ زراعت ترقی دیہات کی تنظیم اور یونین کونسلروں ڈسٹرکٹ مجسٹریٹ کی رہنمائی میں جلد از جلد بہترین نتائج حاصل کرنے کی کوشش کرنی چاہیئے۔ راجشاہی کے عوام پر بہت بڑی ذمہ داری عاید ہوتی ہے اور ان کا فرض ہے کہ وہ وقت کے تقاضوں پر لبیک کہیں۔ آپ نے یہ بھی کہا کہ حکومت کسانوں کو مارکیٹنگ کی سہولتیں مہیا کرکے بھی ان کی دستگیری کرے گی زرعی شماریات کا کام جو یکم فروری سے شروع ہوتا ہے ایک بہت بڑی قومی کوشش ہے اس کے ذریعہ بنیادی معلومات حاصل کی جائے گی اور اسی کو پیش نظر رکھ کر آئندہ منصوبے تیار کئے جائیں گے (بقیہ

ص:- آپ نے کسانوں سے اپیل کی کہ وہ زرعی شماریات کے عملے سے تعاون کریں۔ اور انہیں اپنی زمین، فصلوں، پیداوار مویشی اور دوسرے امور سے متعلق بالکل صحیح معلومات مہیا کریں۔ کیونکہ عوام کی حالت سدھارنے کا موزوں منصوبہ صرف صحیح اعداد و شمار کی بنیاد پر مرتب کیا جاسکتا ہے۔ جنرل اعظم خان نے اپنی تقریر کے آخر میں کہا۔ اس ملک میں اقتدار اعلیٰ عوام کو حاصل ہے۔ آپ کا ملک دنیا کا بہترین ملک ہے اس کے باشندے دلیر، کھرے، راست باز اور دیانتدار ہیں۔ اگر اس کے کسان اپنی زمینوں پر محنت سے کام کریں۔ تو پاکستان ایک ایسا خطہ ارض بن سکتا ہے۔ جہاں غلہ کی فراوانی ہوگی۔

اعانت الفضل

محترمہ نذیر بیگم صاحبہ اہلیہ ملک بہاول بخش صاحب گجرات نے اپنے بچے خلیل احمد کے صحت یاب ہونے پر مبلغ تین روپے اعانت الفضل ارسال کئے ہیں۔

جزاکم اللہ احسن الجزاء۔

احباب جماعت دعا کریں کہ اللہ تعالیٰ بچہ کو لمبی عمر عطا فرمائے۔ (مینجر الفضل)

اعلانات نکاح

(۱) میرے بھتیجے غلام احمد ولد محمد اسمٰعیل صاحب کا نکاح بتاریخ ۲۸ر جنوری ۱۹۶۰ء ہمراہ مجیدہ بی بی بنت عبد الکریم صاحب چک ۴۲ شیخوپورہ بعوض ۵۰۰/- روپے حق مہر چوہدری محمد شریف صاحب سابق مبلغ بلاد عربیہ نے پڑھا۔ احباب جماعت دعا فرمائیں کہ اللہ تعالیٰ اس رشتہ کو جانبین کے لئے بابرکت بنائے۔ آمین

(محمد عبد اللہ بشیر آباد اسٹیٹ حال ربوہ)

(۲) ماسٹر عبد الکریم صاحب نے مورخہ ۷ر جنوری ۱۹۶۰ء بروز بدھ بمقام چنیوٹ میرے بیٹے خواجہ منیر احمد کا نکاح حنیفہ بانو بنت خواجہ محمد ابراہیم صاحب بدوملہی سے بعوض مبلغ ایک ہزار روپیہ مہر کا اعلان فرمایا۔ بزرگان سلسلہ و احباب جماعت سے درخواست ہے کہ دعا فرمائیں کہ اللہ تعالیٰ اس تعلق کو بابرکت اور ثمرات حسنہ کا موجب بنائے۔ آمین

(خواجہ ناصر احمد جڑانوالہ)

(۳) میری ہمشیرہ شمشاد پروین دختر چوہدری عبد الرزاق صاحب مجاہد کلاتھ ہاؤس ملتان شہر کا نکاح مورخہ ۲۳ر جنوری بعد نماز عصر مکرم مولانا غلام رسول صاحب راجیکی نے ہمراہ سلیم احمد صاحب ناصر ابن مولوی ظہور حسین صاحب سابق مبلغ بخارا بعوض دو ہزار روپیہ حق مہر پڑھا۔ اس موقعہ پر مکرم حضرت مولانا صاحب نے ایک پُر مغز تقریر فرمائی اور لمبی دعا کرائی احباب اس رشتہ کے جانبین کے لئے بابرکت ہونے کی دعا فرمائیں۔

(عبد الحفیظ ایڈووکیٹ ملتان)

عالمی امن کے قیام کیلئے روحانی اور ذہنی انقلاب کی ضرورت

(بقیہ صفحہ اوّل)

مذہب پر ایمان ضروری ہے۔ روحانی انقلاب دینی اعتقاد اور یقین کے بل پر ہی رونما ہو سکتا ہے کہ حق اور صداقت پر کسی کا اجارہ نہیں ہے۔ اس کے لئے ضروری ہے کہ اس امکان کو تسلیم کیا جائے کہ دوسرے عقائد بھی حق و صداقت پر مبنی ہو سکتے ہیں امن کی بنیاد یا اس کا انحصار اس بات پر ہے کہ انسان امن اور اس کے جملہ لوازمات و متعلقات کا روادار بنے اور ان کو برداشت کرے۔

آپ نے فرمایا عالمی اخوت قائم کرنے کے لئے زبانی اعلانات اور پند و نصائح نفسیاتی اثر پیدا کرنے میں ممد ثابت ہو سکتے ہیں۔ اسی طرح مفادات کی یکسانیت بھی اتحاد کا احساس اور شعور پیدا کرنے کا موجب بن جاتی ہے لیکن عالمی اخوت بلاواسطہ تعلق اور رشتہ کے ذریعہ کبھی قائم نہیں ہو سکتی۔ یہ صرف خدا تعالیٰ کے واسطے سے ہی قائم ہو سکتی ہے اور اس یقین اور ایمان کے بل پر قائم ہو سکتی ہے کہ ہر شخص خدا کی مخلوق ہے اور حقوق اور ذمہ داریوں میں دوسروں کے ساتھ برابر کا شریک ہے۔

بین الاقوامی بے چینی اور بدامنی کی وجوہات گنواتے ہوئے آپ نے فرمایا کہ ایک کے مفاد کا دوسرے کے مفاد پر تفوق اور غلبہ باہمی مخاصمت اور نفاق کا اصل سبب ہوتا ہے لیکن یہ یاد رکھنا چاہیئے کہ خدا انہی کو قیادت اور سیادت عطا کرتا ہے جنہیں ماضی میں دبایا جاتا رہا ہو اور اس لحاظ سے وہ مظلوم ہوں۔ اسی طرح اقتصادی لوٹ کھسوٹ اور ناجائز استفاع بھی باہمی مخاصمت کا ایک سبب ہوتا ہے۔ لیکن وسیع اقتصادی حالت اچھی اور پائیدار ہوتی ہے جس کا لوگوں کے اپنے ذرائع اور وسائل پر انحصار ہو۔

بین الاقوامی مخاصمت

آپ نے مزید فرمایا بین الاقوامی معاملات میں مخاصمت کو دور کرنا آسان نہیں ہوتا کیونکہ بین الاقوامی معاہدات کے پیچھے لوگوں کے اخلاق اور ضمیر کے علاوہ اور کوئی ضمانت قابل اعتماد نہیں ہوتی۔ آپ نے اس امر پر بھی زور دیا کہ عالمی جھگڑوں کو روکنے کا ایک طریق یہ بھی ہے کہ بین الاقوامی معاہدات کو ضبط تحریر میں لاتے وقت سیدھی صاف اور واضح زبان استعمال کی جائے اس کے نتیجے میں نت نئی توجیہات کے لئے گنجائش نہیں رہے گی۔ پھر یہ بھی ضروری ہے کہ معاہدات متعلقہ فریقوں کے باہمی مفاد اور ان کا باہمی منضبطی کے لئے ہوں نہ کہ کسی تیسرے فریق کو کمزور کرنے کے لئے نہیں۔ امن کے قیام کے لئے جن دور اندیشی اور احتیاطوں کی ضرورت ہے ان میں سے ایک یہ ہے کہ دوسری قوموں کی نیت اور ارادوں کے بارے میں ناواجب شبہات کے طریق کو خیرباد کہہ دیا جائے اور ایسے واقعات کی غیر ذمہ دارانہ اشاعت پر پابندی لگا دی جائے جو بین الاقوامی مفادات پر اثر انداز ہو سکتے ہوں۔ پھر یہ بھی ضروری ہے کہ تعاون کے بین الاقوامی معاہدات دشمنی اور نفرت پھیلانے کی غرض سے نہ کئے جائیں۔

ایک سوال کا جواب دیتے ہوئے آپ نے فرمایا جو لوگ خدا پر ایمان نہیں رکھتے وہ بھی عالمی امن کے حصول میں اپنے طور پر ممد ثابت ہو سکتے ہیں؟

آپ نے اس خیال کا بھی اظہار فرمایا کہ دنیا بھر میں لوگ ذہنی اور روحانی انقلاب کی ضرورت کو محسوس کر رہے ہیں۔ اس ضمن میں آپ نے مزید کہا کوئی تعجب نہیں کہ یہ انقلاب شروع بھی ہو چکا ہو۔

صدر مجلس ڈاکٹر آر۔ آر سٹوارٹ نے چوہدری محمد ظفر اللہ خان صاحب کا شکریہ ادا کرتے ہوئے اس امر کی پوری پوری تائید کی کہ روحانیت کے بغیر قدرت کی عطا کردہ قوتوں اور صلاحیتوں کو اس طور سے بروئے کار لانا ممکن نہیں ہے کہ وہ انسانی فلاح پر منتج ہو سکیں نیز انہوں نے اس خیال کا اظہار کیا کہ یہ دنیا مکمل تباہی کی آغوش میں نہیں جائے گی وہ خدا جس نے اسے پیدا کیا ہے۔ خود اس کی حفاظت فرمائے گا۔ اور اسے تباہ و برباد ہونے نہیں دے گا ہمیں چاہیئے کہ ہم پُر امید رہیں۔ اور نیک توقعات کے ساتھ زندگی گزاریں۔

اجلاس کے شروع میں آزاد کشمیر کے سابق صدر سردار محمد ابراہیم نے محترم چوہدری صاحب موصوف کا تعارف کراتے ہوئے نہایت شاندار الفاظ میں پاکستان اور دنیائے عرب کے لئے آپ کی ان عظیم خدمات کا ذکر کیا۔ جو آپ نے کشمیر اور فلسطین کے مسائل کے ضمن میں سلامتی کونسل میں سرانجام دیں اور اس طرح دونوں کے مفادات کی پوری پوری حفاظت فرمائی

(بحوالہ پاکستان ٹائمز لاہور مورخہ یکم فروری ۱۹۶۶ء)

بنیادی جمہوریتوں کے منتخب ارکان

لاہور ۲؍ فروری بنیادی جمہوریتوں کے لئے جو ارکان منتخب ہو چکے ہیں آج صوبائی حکومت کے گزٹ میں ان کے ناموں کا اعلان کر دیا گیا ہے۔

بعض احباب

کی طرف سے مجھے کچھ شکایات عملہ طارق ٹرانسپورٹ کمپنی کے بارہ میں پہنچی ہیں۔ میں ایسے تمام دوستوں سے معذرت خواہ ہوں۔ کہ ان کو ہمارے بعض کارکنوں سے تکلیف پہنچی۔ ہنگامی کاموں میں شکایات کا پیدا ہونا لازمی ہے۔ چونکہ ہماری سروس بالکل نئی ہے۔ اور اسے جاری ہوئے ابھی تین سال کا عرصہ ہوا ہے۔ عملہ پوری طرح ٹرینڈ نہیں ہے۔ میں تمام دوستوں کا شکریہ ادا کرتا ہوں۔ کہ انہوں نے ہمارے ساتھ تعاون فرمایا۔ اُن کو میں یقین دلاتا ہوں۔ کہ انشاء اللہ آئندہ اس بات کا خاص طور پر خیال رکھا جاوے گا۔ کہ احباب کو کسی کی کوئی تکلیف نہ ہو۔ مجھے اس بات سے خوشی ہے کہ دوستوں نے اپنے مفید مشوروں اور تکالیف سے مجھے اطلاع دی۔ اور ہمیں اس قابل بنایا کہ آئندہ ہم ان نقائص اور تکالیف کا سدّباب کر سکیں۔

آخر میں میں تمام دوستوں سے جن کو کوئی تکلیف پہنچی ہے۔ پھر معذرت خواہ ہوں۔ اور اُن کو دوبارہ یقین دلاتا ہوں۔ کہ آئندہ اُن کو کسی قسم کی کوئی تکلیف پیش نہیں آئیگی اُمید ہے احباب حسب سابق ہمارے ساتھ تعاون فرماتے رہیں گے۔ (مرزا امیر احمد مینیجنگ پارٹنر طارق ٹرانسپورٹ کمپنی)

درخواست دعا

میرے ہمزلف ڈاکٹر محمد نذیر صاحب (ہومیو) جلسہ سالانہ سے قبل شدید بیمار ہو گئے تھے۔ اور بمشکل جانبر ہو سکے ہیں۔ نقاہت بہت زیادہ ہے۔ احباب دعائے صحت فرمائیں نیز ڈاکٹر صاحب کا بیٹا امتحان مڈل میں شامل ہو رہا ہے۔ احباب سے اس کی نمایاں کامیابی کے لئے بھی دعا کی درخواست ہے

(عبد الرحمٰن شاکر ربوہ)

زکوٰۃ کی ادائیگی اموال کو بڑھاتی ہے

اعلان نکاح

میرے چھوٹے بھائی عبد الحمید ابن بابو نور محمد صاحب اوورسیئر پنشنر علی پور ضلع مظفر گڑھ کا نکاح عزیزہ زبیدہ خاتون صاحبہ بنت میاں رشید احمد صاحب اظہر سید پوری گیٹ راولپنڈی (پوتی ماسٹر محمد علی صاحب اظہر) کے ساتھ بعوض ایک ہزار روپے حق مہر مورخہ ۲۵ ۱/۲ بروز پیر وار بعد نماز مغرب مکرم مولانا جلال الدین صاحب شمس نے پڑھایا۔ احباب دعا فرمائیں کہ اللہ تعالیٰ اس رشتہ کو ہر طرح جانبین کیلئے بابرکت فرمائے اور مثمر ثمرات حسنہ بنائے۔

خاکسار (حکیم عبد الرشید ارشد سابق مبلغ انڈونیشیا حال ربوہ)